نہ آبائی ماحول اور نہ دنیا کی اکثریت، اُن کو جو کچھ کرنا تھا وہ انھوں نے برملا کیا اور جو کچھ کہنا تھا بانگ دُہل کہا۔ سفرِ یورپ اور پھر سفرِ مکہ تک ان کی یہی حالت رہتی ہے سنہ ۱۴ء کی شکست کے بعد سے ان کے خیالات میں انقلاب ملتا ہے مگر ہم نے اس عمر سے پہلے کے حالات کی مدد سے جو کیرکٹر اُن کا مرتب کیا ہے اس میں ہم کسی تغیر کو تسلیم نہیں کرتے لہذا جہاں اُن کے اور خیالات میں تغیر پیدا ہوا، اگر ان کے مرکزی خیال، اس نظریے یا جذبۂ عالیہ (Master-Sentiment) یعنی اتباع اسلام میں بھی جس پر انھوں نے اپنی شخصیت (Personality) کی بنیاد رکھی تھی، کوئی تغیر واقع ہوتا یعنی اسلام سے وہ منحرف ہو جاتے یا اس کے متعلق اُن کے یقین میں کوئی کمی پیدا ہوتی تو وہ بلا تکلف اس کا اظہار کر دیتے اور اسی میں ان کو آرام ملتا ایک طرف تو ان کے دل کی کھٹک دور ہو جاتی، دوسری طرف اسلام کے مخالفین اپنی مقصد برآری کے لئے اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ دوسری دلیل ہمارے پاس یہ ہے کہ ان کی بدلی ہوئی پالیسی میں بھی ہندوستانی مسلمانوں کی ترقی کے امکانات نظر آتے ہیں

بہر حال بحیثیت مجموعی ہم مولانا کے خیالات کا مطالعہ ہندوستانی مسلمانوں کے حق میں بہت ضروری اور مفید سمجھتے ہیں اور ہمارا مشورہ ہے کہ اگر ان کی سیاست اور اُن کے اسلام کے درمیان اعتدال پیدا کر دیا جائے اور جہاں انقلابی جوش میں سیاست کی حمایت میں ان سے بے اعتدالیاں سرزد ہو گئی ہیں اُن سے دامن بچا لیا جائے تو اُن کی تعلیمات سے اس جدید دور میں اسلام کو سمجھنے میں اور اس کے لئے عملی جدوجہد کرنے میں ہر طرح مدد ملے گی۔ اگر موقع ملا تو ہم کسی آئندہ فرصت میں مولانا کے مذہبی افکار بھی پیش کریں گے۔